© rasailojaraid.com

ایک زمانہ تھا کہ ان حلقوں میں اپنا بڑا نام تھا۔ طالب علمی کی شوخی و بے باکی اور فطری بلند آوازی ہمیشہ حلقۂ درس کو نمایاں تر رکھتی اور جب ان حلقوں میں عربی تقاریر کا سلسلہ شروع کیا تو عجمیت کے وصف نے انہیں نمایاں ترین بنا دیا اور میں زندگی کے ان تین حسین دنوں کو فراموش نہیں کر سکتا جن میں انہی حلقوں نے رنگ بھرا اور دلکشی پیدا کی۔

ایک تو تب جب میں منیٰ کی مسجد خیف میں احرام باندھے مسائل حج پر اردو میں خطاب کر رہا تھا۔ دوران خطاب ہی ایک پاکستانی عالم نے ایک فقہی مسئلہ پر اعتراض کرتے ہوئے مسلک امام ابوحنیفہؒ بیان کرنے پر اصرار کیا۔ میں نے جواباً حدیث پیش کی۔ بات بڑھ گئی۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اکثر عرب تھے پوچھا کیا ہوا؟ میں نے عربی میں جواب دیا اور بات چل نکلی اور شاید وہ زندگی کی حسین ترین تقریروں میں سے ایک تھی کہ جب میں نے خطاب ختم کیا تو تقریباً تین چار ہزار عرب میرے گرد و پیش ہجوم کیے کھڑے تھے۔ اور میں بے اختیار جھک گیا کہ میرے استاذ اور عالم اسلام کے مایہ ناز مفسر شیخ امین شنقیطی میری طرف بڑھ رہے تھے۔ آتے ہی ماتھے پر بوسہ دیا، کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمانے لگے۔

"تم اتنے بڑے خطیب ہو، ہمیں علم ہی نہ تھا"

اور یہ تب کی بات ہے جب عرب گئے ہوئے مجھے ابھی تین ماہ بھی نہ گزرے تھے۔ [1]

اور دوسری مرتبہ جب کہ مسجد نبوی کے باب السعود میں نماز مغرب کے بعد حسب معمول عربی میں تقریر کے لیے کھڑا ہوا، آیات جہاد تلاوت کیں فلسطین، کشمیر، قبرص اور اریٹیریا کے پس منظر میں اپنے ماضی کو آواز دی۔ بھیڑ بڑھتی اور آنکھیں بھیگتی چلی گئیں سامنے شہنشاہ دوعالمؐ اپنے دو سالاروں سمیت استراحت فرما، پڑوس میں ہی بائیں طرف جنت البقیع میں سلطنت روم و یونان کو روندنے والے اور ایران و توران کو مسلنے والے محو خواب۔ پس منظر میں بنو قریظہ و بنو نضیر کی اولاد کی دھمکیاں سسکیاں، آہوں اور کراہوں میں بدل گئیں۔ ایک ماتم بپا ہو گیا۔ پورا حرم امڈ آیا۔ اذان عشاء نے سلسلۂ تقریر منقطع کرنے پر مجبور کر دیا۔ نماز کھڑی ہو گئی، لیکن میرے یمین و یسار سسکیاں گونجتی

---

[1] جماعت کے مخلص افراد میاں محمد انور صاحب اور صوفی احمد دین صاحب آف لائل پور سے میرا پہلا تعارف اسی مقام اور اسی تقریر کے وقت ہوا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہیں ہو، ہر سلام پھیری ادھر لوگ پل پڑے۔ عربوں کے ہاں اظہارِ محبت کے لیے ماتھے کو چومتے اور ناک پر بوسے دیتے ہیں۔ آدھ گھنٹے تک نشاۃ، ستم بنا رہا۔ کچھ بھیڑ چھٹی تو ایک انتہائی خوبصورت اور وجیہ عربیہ چہرے پر ہلکی ہلکی ڈاڑھی رکھے دو جوانوں کے سہارے آگے بڑھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے ایک حصہ جسم پر فالج کا اثر ہے۔ اس نے آتے ہی میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ پوچھا:۔

کہاں سے ہو؟

میں نے جواب دیا ___ پاکستان۔

پاکستان سے! انہوں نے حیرت و استعجاب سے دھرایا!

جی ہاں۔ میں نے جواب دیا۔

مجھے اپنے سینے سے بھینچتے ہوئے بولے:۔

" پاکستانی ایسے ہی باکمال ہوتے ہیں۔ جوان! لوگ مجھے کہتے ہیں انا اخطب من یسکن فی العرب ولکن انا اقول انت اخطب منی، کہ میں عالم عرب کا سب سے بڑا خطیب ہوں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم مجھ سے بھی بڑے خطیب ہو"

اب تک میں ہجوم کی وجہ سے پوری طرح ان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا تھا۔ ان الفاظ نے مجھے چونکا دیا، میں نے استفہامیہ نظروں سے انہیں سہارا دینے والے جوانوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک میری طرف جھکا اور کہنے لگا:۔

آپ انہیں نہیں جانتے!

نہیں، میں نے جواب دیا۔

ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی۔

ڈاکٹر سباعی! اب میرے حیران ہونے کی باری تھی۔

ڈاکٹر سباعی عالم عرب کا نامور سپوت، دمشق یونیورسٹی کا سابق وائس چانسلر، شریعت کالج کا مؤسس۔ شام کا سابق وزیر قانون، بے شمار کتابوں کا مصنف، حضارۃ الاسلام کا ایڈیٹر، بین الاقوامی شخصیت اور اسلام کا مایہ ناز فرزند۔ میں جھکتا چلا گیا۔

" ڈاکٹر صاحب! مجھے عمر بھر اس پر فخر رہے گا کہ آپ ایسی گرامی منزلت ہستی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور میری تقریر کو پسند کیا، ایک عجمی اور طالب علم کے لیے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہو سکتا ہے کہ خطیب عرب اور ادیب عصر اس کے خطاب کو سراہے"

"حوصلہ افزائی کی بات نہیں واقعتہً تمہارا لب و لہجہ اور زبان و بیان پہ قدرت ایک لمحہ کے لیے بھی اس کا احساس نہیں ہونے دیتے کہ تم عربی نہیں عجمی ہو۔ میں نے ابتداء میں تمہیں مصری خیال کیا پھر شامی جانا لیکن تمہارے خد و خال اور ناک نقشہ سے ہندوستانیت کا شبہ ہوا۔"

میں دیر تک ان کا اور ان کی قدر افزائی کا شکریہ ادا کرتا رہا۔ باتوں باتوں میں انہیں یہ بھی علم ہو گیا کہ ان کے پرچے "حضارۃ الاسلام" میں چھپے ہوئے ایک ادبی مضمون "لیلۃ مع المتنبی" نے دھوم مچا رکھی ہے وہ میں ہی ہوں تو انہوں نے اور زیادہ مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا:-

"میں اس کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ "لیلۃ مع المتنبی" لکھنے والا اتنا کم عمر ہو گا"۔

میں نے ان کی قیام گاہ کا پتہ معلوم کر کے انہیں الوداع کہی تو پیچھے سے ایک سابق دوست نے کہ حالیہ سیاست نے جن کے درمیان اور ہمارے درمیان اونچی دیواریں کھڑی کر دی ہیں، کندھے کو پکڑ لیا تپاک سے ملے، تین دیگر ساتھیوں سے تعارف کرایا۔ معلوم ہوا کہ حج وفد میں آئے ہیں۔ تقریر کی بے حد تعریف کی اور اصرار کیا کہ اس خوشی میں کھانا ان کے ساتھ کھاؤں۔ ان کے ایک دوسرے ساتھی نے کہ ادارہ تحقیقات اسلامی نے ان کو خاصا بدنام کیا، در زور دیا کہ:

"پاکستان آؤں تو ان کے ادارہ میں چلا آؤں"

اور ان یادگار دنوں میں سے تیسرا دن وہ تھا جب قدس کی آبرو لٹ گئی۔ صحرائے سینا میں عرب پٹ گئے اور جولان کی پہاڑیوں میں صلاح الدین ایوبیؒ کی فتح یابیوں کا بدلہ چکا دیا گیا۔ شرم الشیخ اور آبنائے تیراں پہ یہودی قابض ہو گئے۔ مسلمانوں کی کمر ٹوٹ گئی اور اس روز پہلی مرتبہ حرم نبوی کے مینار روشنی کے چراغوں سے محروم رہے۔ بتیاں گل کر دی گئیں اور اندھیرے میں نمازِ مغرب، عشاء، اور فجر ادا کی گئی۔ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ اللہ! یہ دن بھی آنا تھا۔ میرے دل سے ہوک نکلی اور میں نماز فجر کے بعد روضۂ اطہر کے پڑوس میں دل کے داغ نمایاں کرنے لگا۔

"کبھی دنیا مدینہ سے آنے والے قافلوں کے قدموں کی چاپ سنا کرتی تھی اور آج ہم مدینہ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راستوں پر یہودیوں کی یلغار کی خبریں سن رہے ہیں۔ تب ہم اسلام کے صحیح معنوں میں علمبردار اور گنبد خضراء کے مکین کے حقیقتاً پیروکار تھے اور آج اسلام کو ہم نے چھوڑ دیا اور رحمت و نصرتِ رب ہم سے منہ موڑ گئی" اور پھر نہ جانے کیا ہوا کہ گریباں پھٹ گئے۔ دامن چاک ہو گئے اور حرم نبوی "الجہاد الجہاد" کے نعروں سے گونجنے لگا۔

اور ادھر میں یونیورسٹی پہنچا ادھر سعودی سی آئی ڈی کا نمائندہ حکم سرکاری لیے آ گیا کہ اس پاکستانی طالب علم کو آئندہ حرم نبوی کا یا کسی دوسرے مقام پر جنگ کے موضوع پر تقریر کی اجازت نہیں جو جذبات سے کھیلتا، شعلے اگلتا اور آگ برساتا ہے۔

لیکن نہ جانے اب کے برس کیا ہوا۔ احباب تقاضے اور دوست مجبور کرتے رہے لیکن تقریر کو دل ہی نہ چاہا نہ عربی میں نہ اردو میں۔ ایک مکی دوست کہنے لگے:

"صاحب! تب تو دن میں تین تین مرتبہ بولا کرتے تھے اب کے پورے عرصہ قیام میں ایک مرتبہ بھی نہیں بول رہے۔ ماجرا کیا ہے؟"

مجھے خود معلوم نہیں، میں ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

ان حلقاتِ درس میں پھرتے پھراتے دن چڑھ آیا۔ نماز چاشت ادا کی اور قیام گاہ لوٹ آئے کہ کچھ سو لیں تو پھر مکہ مکرمہ کو دیکھنے کے لیے نکلیں گے اور رابطہ کے صدر دفتر بھی چلیں گے۔

(جاری ہے)

بقیہ تبصرہ کتب

اس کا حصہ اول چھپ چکا ہے اور عنقریب ہی دوسرا حصہ بھی بازار میں آجائے گا۔ پہلے حصہ کی قیمت دس روپے ہے لیکن اگر کوئی مستقلاً اپنا نام رجسٹرڈ کروا لے تو اسے معہ محصول ڈاک آٹھ روپے فی حصہ دینے پڑیں گے۔ شیخ اشرف صاحب اور صدیقی صاحب کو ہم اس کام پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ انہیں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ملنے کا پتہ:- شیخ محمد اشرف ○ کشمیری بازار ○ لاہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احسان الٰہی ظہیر

مسئلہ تقلید اور فکر و نظر

ادارہ "تحقیقات اسلامی" راولپنڈی کہ سابق صدر ایوب خان نے جسے "دین ایوبی" کی تدوین اور ترویج اور "دین محمدی" میں تحریف و تغییر کے لیے وجود بخشا ایک زمانہ تک ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے حبالۂ عقد میں رہا اور اجتہاد اور استنباط و استخراجِ مسائل کے نام پر اسلام کی عمارت میں نقب لگاتا اور اعدائے اسلام یہودی اور نصرانی مستشرقین کی تعلیمات کو مسلمانوں میں پھیلاتا اور ان کی نئی نسل کو ورغلاتا اور شریعتِ مطہرہ سے پھسلاتا رہا۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن سے جبری طلاق کے بعد اسے ڈاکٹر صغیر حسین معصومی کی منکوحہ ٹھہرایا گیا ——— اگرچہ علماء اور دینی و اسلامی تنظیموں کا مطالبہ تھا کہ ایوب صاحب کی رخصتی کے بعد اسے بھی رخصت کر دینا چاہیے اور اگر اس "بت طناز" کا باقی رکھنا ہی ضروری ہو تو اسے ان کے حوالے کرنا چاہیے جو علمِ دین کے صحیح ماہر اور اس کے سمندروں کے حقیقی شناور ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ طہارت و تقوےٰ کے بلند معیار پر بھی فائز ہوں تاکہ لوگ اس پر اعتماد کر سکیں اور اس کی راہنمائی میں جدید مسائل کا حل پا سکیں۔ کیونکہ وہ لوگ جن کی دینی معلومات خود اغیار کی رہینِ منت ہوں، مستشرقین جن کے راہنما و معلم ٹھہریں اور استشراق جن کے کلاہِ افتخار کا طرہ ہو، اسلام کے بارہ میں ان کی کسی ادنیٰ لکھی ہوئی بات کا کیا وزن اور کیا مرتبہ ہو سکتا ہے؟ لیکن ہمارے ان حکام والا مقام کے نزدیک ان مسجدوں اور مدرسوں کے تربیت یافتہ علماء کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے جن کے نزدیک استناد کا معیار ہی ولایت اور ولایتی صاحبوں کی رائے ہوتی ہے چاہے وہ قرآن و حدیث ہی کے بارہ میں کیوں نہ ہو چنانچہ آج بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اس نام نہاد اکلوتے اسلامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحقیقاتی ادارے میں ایک بھی حقیقی عالم دین موجود نہیں۔

بہر حال ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے جانے اور ڈاکٹر معصومی کے آنے کے بعد یہ توقع ہو چلی تھی کہ اب اس کے حالات کافی حد تک درست ہو جائیں گے لیکن تحقیقات اسلامی کے پرچے ماہنامہ "فکر و نظر" کے شمارہ جون ۱۹۷۱ء کو دیکھ کر اس توقع کو بڑی ٹھیس لگی کہ اگر فضل الرحمٰن ایک انتہا پر تھے تو معصومی صاحب دوسری انتہا پر کہ فضل الرحمٰن اجتہاد کے نام پہ کفر کو اسلام میں داخل کرتے رہے اور معصومی صاحب تقلید کے نام پر اسلام ہی کو بانجھ بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

معصومی صاحب نے اس شمارہ میں "شاہ ولی اللہ کا نظریہ تقلید" کے عنوان سے ایک عجیب مضحکہ خیز اور الجھا ہوا مضمون لکھا ہے جس میں "شاہ صغیر" کے نظریات تو موجود ہیں شاہ ولی اللہ کا نظریہ کہیں نظر نہیں آتا حالانکہ اظہار مدعا کے لیے انہی کی شخصیت کا سہارا لیا گیا ہے۔ حالانکہ معصومی صاحب اگر تقلید کے متعلق کچھ کہنا ہی چاہتے تھے تو شاہ صاحب کا نام لیے بغیر بھی کہہ سکتے تھے۔

اس مضمون کو دیکھ کر یہ بھی اندازہ ہوا کہ اس روشنی و علم کے زمانہ میں بھی علم کے نام پر بڑے بڑے بے علمی کے مظاہرے کیے جاتے ہیں اور بزعم خویش کتنے بڑے بڑے "ذی علم" اور "سکالر" (SCHOLAR) اس کے مرتکب ہوتے ہیں

معصومی صاحب نے اس بے سرو پا مضمون میں بار بار "تقلید" کا لفظ استعمال کیا ہے اور نہیں جانتے کہ اس کا معنی و محل کیا ہے کہ انہوں نے "تقلید" کے موضوع پر لکھتے ہوئے بھی "تقلید" کو جہلاء کی طرح عام معنوں میں لیا ہے حالانکہ جب کسی چیز کے متعلق خصوصی طور پر بحث کی جاتی ہے تو ان اصطلاحات کا پوری طرح لحاظ رکھا جاتا ہے جو اس کے متعلق علماء میں متعارف و متداول ہوں وگرنہ اس کے بارہ میں گفتگو بے کار محض ہو کر رہ جاتی ہے۔ چنانچہ وہ ثابت تو "تقلید اصطلاحی" کرتے ہیں اور مثالیں "تقلید عوامی" کی دیتے ہیں۔ اپنے مضمون کی ابتداء میں کہتے ہیں:-

"اطاعت باری تعالیٰ اور اطاعت رسول کے لیے کسی ذی علم صاحب بصیرت اور صاحب عمل کی تقلید نہ صرف ضروری بلکہ واجب اور فرض ہے۔" [1]

---

[1] ص ۹۰۵ شمارہ مذکورہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیونکہ:۔

"تعلیم و تربیت کی غرض و غایت یہی سمجھی جاتی ہے کہ اچھے لوگوں کی اچھے امور میں تقلید کی جائے" [1]

اور:۔

"قدیم خیال اور اسلامی تہذیب کے حامل اگلے لوگوں کی طرح اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔ نئی تہذیب و ثقافت کے دلدادہ چاہتے ہیں کہ قدامت پرستی کی تقلید مذموم ٹھہرائی جائے اور جدت اختیار کی جائے" [2]

اور:۔

"اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" پر مسلمان کاربند ہوں اور بجائے دوسری طاقتور قوموں کی تقلید کرنے کے اپنے اسلاف صحابہ کرام اور خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کی جائے" [3]

اور پھر:۔

"یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب مذاہب اربعہ کی تقلید کو سارے عالم اسلام کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں ..... اور اپنے لیے حنفی مذہب کی تقلید ضروری سمجھتے ہیں" [4]

اور آخر میں تان اس پر توڑتے ہیں:۔

"آج تقلید کے منکرین خود اپنے اسلاف اور بزرگوں کی تقلید میں متقلدین اہل سنت والجماعت سے زیادہ تعصب کا اظہار کرتے ہیں اور تقشف سے بری نہیں سمجھے جا سکتے" [5]

---

[1] ص ۹۰۶ شمارہ مذکورہ

[2] ایضاً

[3] ص ۹۰۷

[4] ص ۹۱۱

[5] ص ۹۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اب اندازہ لگائیے بات کیا ہے اور آنجناب کیا کہہ رہے ہیں، اور خود یہ حوالہ جات اس قدر باہم متضاد اور متناقض ہیں کہ اہلِ فکر اور اہلِ نظر سے مخفی نہیں، اور اس پر دعوٰی ہے تحقیقاتِ اسلامی کی سربراہی اور صاحبِ "فکر و نظر" ہونے کا ۔

گر ہمیں مکتب ہمیں ملا

کارِ طفلاں تمام خواہد شد

جو شخص موضوعِ تقلید پر گفتگو کرتے ہوئے تقلیدِ ائمہ اور تقلیدِ اقوام و اشخاص اور تقلیدِ انبیاء میں فرق نہیں کر سکتا کیا اسے اس موضوع پر گفتگو کا حق بھی پہنچتا ہے ؟

حالانکہ اگر معصومی صاحب کو تقلید کے موضوع پر بحث کرنا ہی تھی ـــــ تو اس کے لیے علمی طرق بھی موجود تھے جیسے شاہ ولی اللہ نے "الانصاف"، "عقد الجید"، "حجۃ اللہ البالغہ" اور "القول السدید" وغیرہ میں کی ہے لیکن آپ نے تو شاید ان کتابوں کی اوراق کشائی بھی نہ کی ہوگی، آپ کو کیا معلوم کہ شاہ صاحب کیا، کیسے اور کس طرح کہتے ہیں ؟

معصومی صاحب کے مندرجات پر گفتگو سے پہلے ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے تقلید کی تعریف سے انہیں آگاہ کر دیں ۔ "تقلید کہتے ہیں رسول کے علاوہ کسی کی بات بے دلیل مان لینے کو"، چنانچہ مشہور حنفی اصولی فاضل بہاری مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں

التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ [1]

"تقلید رسول اللہ کے علاوہ کسی کے بے دلیل قول کو مان لینے کا نام ہے

اور دلیل سے مراد ادلہ شرعیہ اربعہ ہیں جیسا کہ شارح مسلم الثبوت بحر العلوم نے اس کی تصریح کر دی ہے [2]

مغتنم الحصول میں حبیب اللہ قندھاری فرماتے ہیں :۔

التقلید العمل بقول من لیس قولہ من الحجج الشرعیۃ بلا حجۃ [3]

---

[1] مسلم الثبوت ص ۲۸۵

[2] حوالہ کے لیے دیکھئے شرح مسلم الثبوت ص ۴۴۲ [3] مغتنم الحصول للقندھاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تقلید اس کے قول پر عمل کا نام ہے جس کی بات بغیر دلیلِ شرعی نہیں بن سکتی
ملا حسن حنفی عقد الفرید میں کہتے ہیں :۔

حقیقۃ التقلید العمل بقول من لیس قولہ احدی الحجج الاربعۃ الشرعیۃ بلا حجۃ منھا۔ (عقد الفرید)

تقلید حقیقتاً اس کے قول پر عمل کرنے کا نام ہے جس کا قول ادلۂ اربعہ شرعیہ (کتاب، سنت، اجماع اور قیاس) میں سے نہ ہو۔

ابن حاجب رح کہتے ہیں۔

التقلید العمل بقول غیرک من غیر حجۃ [1]

تقلید کسی کی بات پر بے دلیل عمل کرنے کا نام ہے۔

اور علامہ سبکی رح فرماتے ہیں

التقلید اخذ القول من غیر معرفۃ دلیلہ [2]

تقلید کا معنی ہے بے دلیل بات کا ماننا۔

امام غزالی رح فرماتے ہیں۔

التقلید ھو قبول قول بلا حجۃ ولیس ذلک طریقا الی العلم لا فی الاصول ولا فی الفروع [3]

تقلید کسی کی بے دلیل بات کے ماننے کا نام ہے اور یہ علم کی راہ نہیں نہ اصول میں اور نہ فروع میں۔

اب ذرا ان ائمہ و اعلام کی تصریحات کو ملاحظہ کیجئے کہ یہ تقلید کی کیا تعریف کرتے ہیں اور جناب معصومی صاحب تقلید کو کیا سمجھتے ہیں کہ بے محابا ہر جگہ اور ہر مقام پہ تقلید کا لفظ استعمال

---

[1] مختصر الاصول لابن حاجب ج ۲۔ ص ۳۰۵

[2] جمع الجوامع لابن السبکی ج ۲ ص ۲۵۱

[3] المستصفی للغزالی ج ۲ ص ۱۲۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیے جاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے اور تو اور خود انہوں نے متقلد حنفی علماء کی کتب پہ بھی نظر نہیں ڈالی دگرنہ وہ کیسے کہتے :۔

"اس لیے انبیاء کی اطاعت وتقلید فرض ہے اور کفار ومنافقین کی تقلید حرام" [۱]

"خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کی جائے" [۲]

جبکہ ملا حسن فرماتے ہیں :۔

فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید لان کل منہا حجۃ شرعیۃ من الحجج الشرعیۃ [۳]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع اور اجماع کے قبول کرنے کو تقلید نہیں کہا جاتا کیونکہ سرور گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اور اجماع بذات خود دلیل شرعی ہیں اور تقلید دلیل شرعی کے نہ ہونے کا نام ہے۔

اور ملا حبیب اللہ قندھاری فرماتے ہیں۔

فالرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم او الی الاجماع لیس منہ [۴]

حضور کی بات اور اجماع کی طرف رجوع کو تقلید نہیں کہتے ۔

؎ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا ؟

اور تقریباً یہی کچھ صاحب مسلم الثبوت اور دیگر حنفی اصولیین نے لکھا ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کو اپنے گھر تک کا بھی علم نہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر معصومی عامی کے استفتاء اور معلم کی تعلیم کو بھی تقلید بتلاتے ہیں حالانکہ اس بارہ میں بھی ان کا علم اسی طرح اپنی کوتاہ نظری اور بے بصیرتی کی چغلی کھا رہا ہے جس طرح

---

[۱] فکر و نظر ص ۹۰۵

[۲] ایضاً ص ۹۰۷

[۳] عقد الفرید

[۴] منتخم الحصول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلے امور کے بارہ میں عجب کہ تقریباً سبھی علماء اصول کا اس پر اتفاق ہے کہ اسے تقلید نہیں کہا جاتا۔ ابنِ حاجبؒ فرماتے ہیں:۔

ولیس الرجوع الی الرسول و الی الاجماع و العامی الی المفتی و القاضی الی العدول بتقلید لقیام الحجۃ [1]

کہ جس طرح رسول اکرمؐ اور اجماع کی طرف رجوع کو تقلید نہیں کہا جاتا اسی طرح عامی کا مفتی اور قاضی کا گواہوں کی بات ماننا بھی تقلید نہیں کیونکہ شریعت میں اس کی دلیل موجود ہے۔

تقلید کی تعریف کے بعد اب ذرا ڈاکٹر صاحب کے دعوے پر بھی نظر ڈال لیجئے۔ فرماتے ہیں

"اطاعتِ باری تعالیٰ اور اطاعتِ رسول کے لیے کسی ذی علم، صاحب بصیرت اور صاحب عمل کی تقلید نہ صرف ضروری ہے بلکہ واجب اور فرض ہے۔" [2]

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا نام لے کر شاہ صاحبؒ پر اس سے بڑا ظلم اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ ایسی بے علمی اور جہالت کی باتوں کو آپ کی طرف نسبت دی جائے۔

معصومی صاحب کے بارہ میں کم از کم ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ وہ علم سے اس قدر بے بہرہ اور بصیرت سے اس قدر محروم ہیں، قطع نظر اس کے کہ ان کا اپنا سارا مضمون اس دعوے کی نفی کرتا ہے ہم ان سے یہ پوچھنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ حضور! کیا آپ کو علم ہے کہ فرض کسے کہتے ہیں؟ اور فرضیت کس طرح ثابت ہوتی ہے؟

پناہ بخدا کہ ایک اسلامی علوم میں تحقیق و تفتیش کے مدعی ادارے کا سربراہ فرض کے معنی بھی نہیں جانتا ۔

کچھ تو خوفِ خدا کرد یار د !

ڈاکٹر صاحب! اگر فقہی اور کلامی مسائل پر گفتگو کا آپ کو ایسا ہی شوق چرایا ہے تو پہلے فقہ و کلام کا مطالعہ ضرور فرما لیجئے ورنہ یقین جانیے کہ ابھی پاکستان میں علم کو اس قدر زوال بھی نہیں آیا کہ

---

[1] مختصر الاصول ج ۲ ص ۳۰۵

[2] فکر و نظر ص ۹۰۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ ایسے لوگ علم کی چراگاہوں میں جس طرح جی چاہے دندناتے پھریں اور سمجھیں کہ کوئی انہیں ٹوکنے اور رد کرنے والا نہیں۔

معصومی صاحب! یاد رکھیے فرضیت کے اثبات کے لیے دلیل کی ضرورت ہے اور جانتے ہو کیسی دلیل؟ دلیل قطعی کی۔

اور یہ بھی معلوم ہے کہ تارک فرض معاقَب اور معذَّب ہے اور جب یہ مسلّم ہے تو پھر بتلائیے۔ ان جلیل القدر صحابہ، تابعین، تبع تابعین ائمہ ہدیٰ اور محدثین وفقہاء کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے جو مقلد نہ تھے اور جن کے زمانہ میں خود شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تقلید کا وجود تک نہ تھا کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

واعلم ان الناس کانوا فی المائۃ الاولیٰ والثانیۃ غیر مجتمعین علی التقلید لمذہب واحد بعینہ قال ابو طالب المکی فی قوۃ القلوب ان الکتب والمجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا بمذہب الواحد من الناس واتخاذ قولہ والحکایۃ لہٗ فی کل شئ والتفقہ علی مذہبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی [1]

"جان لو کہ لوگ پہلی اور دوسری صدی میں کسی ایک معین مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے۔ چنانچہ ابو طالب نے قوت القلوب میں لکھا ہے کہ کتابیں اور مجموعے سب نئے بنے ہوئے ہیں۔ پہلی اور دوسری صدی میں کسی ایک شخص کے مذہب پر فتوے دینے اس کے قول پر عمل کرنے اور ہر چیز میں اس کے نقل کرنے اور اس کے ہی مذہب پر اعتماد کرنے کا کوئی رواج نہ تھا۔"

ظاہر ہے کہ کسی آسمانی شریعت میں یہ ناممکن ہے کہ پہلوں پر تو ایک چیز فرض نہ ہو اور پچھلوں پر فرض کر دی جائے اور قرونِ اولیٰ میں تقلید کے نہ ہونے کی گواہی وہ دے رہے ہیں، جن کے ذمہ معصومی صاحب اپنی خود ساختہ اور از کار رفتہ آراء لگا رہے ہیں۔

---

[1] الانصاف فی بیان سبب الاختلاف لشاہ ولی اللہ رح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سے بڑا دھوکہ اور ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کا نام لے کر ایک ایسی بات کہی جائے جو خود شاہ صاحبؒ کی اپنی روایات اور اپنے نظریات کے منافی ہو؟

اگر تقلید شاہ صاحبؒ کے نزدیک فرض ہی ہوتی تو شاہ صاحب تقلید کے تارکین و مخالفین اہل حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کیوں کہتے :-

واما اصحاب الظواهر فهم اهل الحديث خير اهل العمل على الارض وخيار العلماء و سادات هذه الامة والفرقة الناجية [1]

اہل ظاہر وہی اہل حدیث ہیں اور یہی روئے زمین پر بہترین عملوں کے مالک، علماء کے سرتاج اور امت کے سردار اور فرقہ ناجیہ کے لوگ ہیں۔

نیز حجۃ اللہ البالغہ میں فرقہ ناجیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

هم الاخذون فى العقيدة والعمل جميعا بما ظهر من الكتاب والسنة وجرى عليه جمهور الصحابة والتابعين [2]

فرقہ ناجیہ کے لوگ وہ ہیں جو عقیدہ و عمل کی ہر بات میں کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں جن پر صحابہ اور تابعین نے عمل کیا ہے۔

یہاں شاہ صاحبؒ نے تقلید کا ذکر ہی نہیں کیا۔ اگر تقلید فرض ہوتی تو اس کا ضرور تذکرہ فرماتے۔

اور معصومی صاحب نے شاہ ولی اللہؒ پر یہ بھی الزام تراشا اور جھوٹ گھڑا ہے کہ وہ:-

"مذاہب اربعہ کی تقلید کو سارے عالم اسلامی کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں" [3]

جبکہ وہ واشگاف الفاظ میں اس کے برعکس ارشاد فرماتے ہیں:-

اعلم انه لم يكلف الله تعالىٰ احدا من عباده بان يكون حنفيا او مالكيا او شافعيا او حنبليا بل اوجب عليهم الايمان بما بعث به سيدنا محمدا صلى الله عليه وسلم [4]

---

[1] دراسات اللبیب [2] حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۷۰

[3] فکر و نظر ۹۱۰

[4] حوالہ کے لیے دیکھیے شاہ صاحب کا رسالہ القول السدید

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہونے کا مکلف نہیں ٹھہرایا بلکہ ان پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ ان احکام کو مانیں جو سرور ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب! سے معافی چاہ بے ادبی سے اپنی

اور یہی وجہ ہے کہ ولی اللہ کا پوتا شہید بالاکوٹ شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ یہ لکھتا ہے۔

ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصریحۃ الدالۃ علی خلاف اکلامام [1]

مجھے معلوم نہیں کہ ایک معین شخص کی تقلید کیسے جائز ہوگئی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کی طرف رجوع ممکن بھی ہے جو کہ صراحتہ قول امام کی مخالفت پر دلالت کرتی ہیں اور پھر اگر تقلید فرض ہی ہوتی جیسا کہ معصومی صاحب اسے فرض قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں تو کم از کم ائمہ کو تو اس کی تصریح کرنا چاہیے تھی لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ معصومی صاحب جن کی تقلید کی فرضیت ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اسے سارے عالم اسلام کے لیے ضروری قرار دے رہے ہیں خود ان سے تقلید کی مخالفت مروی ہے اور نہ جانے ہمارے مقلد بھائی اپنے ائمہ کی اس بات میں کیوں تقلید نہیں کرتے؟

چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی [2]

جو میرے قول کی دلیل نہیں جانتا اسے میرے کلام پر فتوے دینا حرام ہے۔

اور ہم پہلے واضح کر چکے ہیں۔ تقلید عدم معرفت دلیل کا نام ہے۔

اور صاحب روضۃ العلماء نے بروایت علامہ مرغینانی نقل کیا ہے:۔

---

[1] تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین لشاہ اسماعیل الشہید رحمۃ اللہ علیہ

[2] المیزان للشعرانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انه یعنی اباحنیفة سئل اذا قلت قولا وکتاب الله یخالفه قال اترکوا قولی بکتاب الله فقیل اذا کان محمد رسول الله یخالفه قال اترکوا قولی بخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقیل اذا کان قول الصحابة یخالفه قال اترکوا قولی بقول الصحابة۔ (روضة العلماء)

امام ابوحنیفہؒ سے سوال کیا گیا کہ جب آپ کی کوئی بات قرآن مجید کے مخالف ہو (تو کیا کرنا چاہیے) آپ نے فرمایا میری بات قرآن کے مقابلہ میں ترک کر دو۔ پھر سوال ہوا کہ اگر حدیث رسول کی مخالفت ہو تو؟ فرمایا حدیث کے مقابلہ میں بھی اسے ترک کر دو۔ سہ بارہ پوچھا گیا کہ جب قول صحابہ اس کا مخالف ہو؟ تو آپ نے فرمایا آثار صحابہ کے مقابلہ میں بھی میری بات سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔

اور امام مالکؒ فرماتے ہیں:۔

ما من احد الا وهو ماخوذ من کلامه ومردود علیه الا صاحب هذه الروضة یعنی به رسول الله علیه وسلم [1]

ہر شخص کی بات مانی بھی جا سکتی ہے اور رد بھی کی جا سکتی ہے مگر سرورِ کائنات علیہ السلام کی بات کسی صورت بھی رد نہیں کی جا سکتی۔

اور امام احمدؒ نے تو کھلم کھلا کہا:۔

لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرهم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنة [2]

نہ میری تقلید کرو نہ مالک کی، نہ اوزاعی کی، اور نہ نخعی کی اور نہ ان کے علاوہ کسی اور کی بلکہ احکام شرع وہیں سے لو جہاں سے انہوں نے لیے یعنی کتاب و سنت سے

اور امام شافعیؒ سے امام الحرمینؒ نے نہایہ میں۔ شاہ ولی اللہؒ نے عقد الجید میں اور امام شعرانیؒ نے میزان میں نقل کیا ہے:۔

---

[1] المیزان للشعرانی ص ۴۸

[2] ایضاً ص ۵۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اذا بلغکم خبر صحیح یخالف مذھبی فاتبعوہ واعلموا انہ مذھبی"
جب تمہیں میرے مذہب کے مخالف حدیث صحیح مل جائے تو اس کی اتباع
کرو اور جان لو کہ وہی میرا مذہب ہے۔
اور شاہ ولی اللہؒ جن کے نام سے معصومی صاحب لوگوں کو مبتلائے فریب کرنا چاہتے ہیں،
اپنی کتاب عقد الجید میں امام ابن حزمؒ سے تقلید کے بارہ میں یہاں تک نقل فرما دیتے ہیں۔
التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بلا برھان لقولہ اتبعوا ما انزل الیکم من
ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقولہ تعالیٰ واذا قیل لھم
اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا وقال
تعالیٰ مادحا لمن لم یقلد فبشر عبادی الذین یستمعون القول
فیتبعون احسنہ ط اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم
اولوا الالباب۔ وان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان
کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر فلم یبح اللہ تعالیٰ الرد عند التنازع
الی قول قائل لانہ غیر القرآن والسنۃ وقد صح اجماع الصحابۃ
کلھم اولھم عن اخرھم واجماع التابعین اولھم عن اخرھم و
اجماع تبع التابعین اولھم عن اخرھم علی الامتناع والمنع من ان
یقصد احد الی قول انسان منھم او ممن قبلھم فیاخذہ کلہ فلیعلم
من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفہ او جمیع اقوال مالک او جمیع
اقوال الشافعی او جمیع اقوال احمد ولا یترک قول من اتبع منھم
او من غیرھم الی قول غیرہ ولم یعتمد علی ما جاء فی القرآن والسنۃ
غیر صارف ذلک الی قول انسان بعینہ انہ قد خالف اجماع الامۃ
کلھا اولھا عن اخرھا بیقین لا اشکال فیہ وانہ لا یجد لنفسہ سلفا
ولا اماما فی جمیع الاعصار المحمودۃ الثلاثۃ فقد اتبع غیر سبیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المومنين نعوذ بالله من هذه المنزلة لو ايضا فان هؤلاء الفقهاء كلهم قد نهوا عن تقليدهم و تقليد غيرهم فقد خالفهم من قلدهم و ايضا فما الذی جعل رجلا من هؤلاء او من غيرهم اولی بان يقلد من عمر بن الخطاب او علی بن طالب او ابن مسعود او ابن عمر او ابن عباس او عائشة ام المومنين فلو ساغ التقليد لكان كل واحد من هؤلاء احق بان يتبع من غيره ؎

تقلید حرام ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کی بات بلا دلیل مانے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے "اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے اور اس کے سوا اور دوستوں کی پیروی مت کرو۔" نیز ارشادِ ربانی ہے۔ "جب انہیں کہا جاتا ہے اس کی اتباع کرو جسے اللہ نے اتارا ہے تو وہ کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اس کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے باپ دادوں کو پایا۔"

اور باری تعالیٰ ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو تقلید نہیں کرتے، "میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دو جو بات کو سنتے اور بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔ وہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور وہی ہیں جو صاحبانِ خرد کہلانے کے مستحق ہیں۔"

اور فرمایا "اگر تمہارا کسی معاملہ میں جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جھگڑے کے وقت کسی کی طرف بھی رجوع کی اجازت نہیں دی اور کسی کی طرف بھی رجوع کو حرام قرار دے دیا ہے کیونکہ وہ کتاب و سنت نہیں

تمام صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کے بھی تمام کے تمام اقوال کو لینا اور ان پر عمل کرنا چاہیے وہ موجودین میں سے ہو یا پہلوں میں سے درست نہیں اور جو شخص ائمہ اربعہ میں سے کسی کے بھی تمام کے تمام اقوال اخذ کر لیتا ہے اور

؎ عقد الجید لشاہ ولی اللہ ص ۴۰ تا ۴۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کے علاوہ کسی کی بات تسلیم نہیں کرتا اور نہ ہی قرآن وسنت پر اعتماد کرتا ہے وہ بلاشبہ اجماع امت کی مخالفت کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور وہ اپنے اس عمل سے یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ تینوں مبارک زمانوں میں اس کا کوئی راہنما اور کوئی امام نہیں اور یہی وہ ہے جس نے غیر مومنوں کی راہ کو اختیار کیا۔ ہم اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتے ہیں اور پھر یہ بات بھی ہے کہ ان تمام فقہاء امت نے اپنی تقلید اور اپنے علاوہ کسی بھی دوسرے کی تقلید سے منع کیا ہے۔ اب جو کوئی ان کی تقلید کرتا ہے وہ درحقیقت ان کی مخالفت کرتا ہے۔

اور یہ بھی سوچنے کی چیز ہے کہ اگر تقلید جائز ہی ہوتی تو ان کی بجائے ——— عمر فاروق رض، علی حیدر رض، ابن مسعود رض، عبداللہ بن عمر رض، عبداللہ بن عباس رض اور ام المومنین عائشہ رض اس کا زیادہ استحقاق رکھتے تھے کہ ان کی تقلید کی جاتی اور جب ان کی تقلید نہیں کی جاتی تو کون دوسرا ان سے زیادہ اس کے لائق ہو سکتا ہے۔"

اور امام ابن حزم کی بات ہے بھی وزن دار کہ اگر تقلید ضروری ہی ہوتی تو خلفاء راشدین کی بالاولیٰ ضروری ہوتی کہ پوری امت زہد و تقوے اور علم و فضل میں ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔

اور پھر ڈاکٹر معصومی صاحب نے اپنے اس عجیب و غریب مضمون میں اور بھی کئی غلط بیانیاں کی ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لکھتے ہیں:۔

امام شافعی امام اعظم کی قبر پر فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو حنفی طریقے پر نماز ادا کرتے ہیں۔" [1]

نہ جانے امام شافعی کے امام ابو حنیفہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے جانے کی خبر معصومی صاحب کو کس نے دی ہے؟ اور اسی طرح امام ابو حنیفہ کے امام مالک کی اقتداء میں انہی کے طریقے کے مطابق نماز پڑھنے کا انہیں کس نے بتایا ہے؟

معصومی صاحب اہل حدیث کے خلاف لکھتے اور بولتے ہوئے علم کی بات کیجئے علم کی، ورنہ

---

[1] فکر و نظر ص ۹۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یاد رکھیے — یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں۔

اور پھر آخر میں غلط بیانی کے ساتھ ساتھ اہل حدیث پر طنز کے تیر بھی چلاتے ہیں :۔

"آج تقلید کے منکرین خود اپنے اسلاف اور بزرگوں کی تقلید میں مقلدین ہے اہل سنت والجماعت سے زیادہ تعصب کا اظہار کرتے ہیں اور تقشف سے بری نہیں سمجھے جا سکتے ہیں" ؎

حضور! آپ سے یہ کس نے کہا کہ منکرین تقلید بزرگوں کی تقلید میں مقلدین سے بھی آگے ہیں ؟ —

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

اور نہ جانے "تقشف سے بری نہیں سمجھے جا سکتے" کا معنی ڈاکٹر معصومی صاحب کے نزدیک کیا ہے اور اس کا ماسبق سے ربط کیا ہے ؟

ادارہ تحقیقات اسلامی کو مبارک ہو کہ اسے ایسے "صاحبان علم وفضل" میسر ہوئے جو الفاظ کے صحیح معانی اور ان کے استعمال کے مواقع تک نہیں جانتے لے

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو۔

اور پھر ہمیں معصومی صاحب یہ بھی کہنا ہے کہ جناب محترم! اگر آپ تقلید کے ایسے ہی قائل ہیں تو ادارہ تحقیقات اسلامی چہ معنی دارد ؟ اور اس میں آپ کا وجود کس لیے کہ مقلد تو مقید بقول امام ہوتا ہے اپنی طرف سے کچھ کر ہی نہیں سکتا اور نہ ہی اسے استنباط واستخراج مسائل کا حق ہوتا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن قیمؒ امام ابن عبدالبرؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

قال ابو عمرو وغيره من العلماء اجمع الناس على ان المقلد ليس معدودا من اهل العلم وان العلم معرفة الحق بدليله وهذا كما قال ابو عمرو رحمه الله فان الناس لا يختلفون ان العلم المعرفة الحاصلة عن الدليل ←

لے فکر و نظر ص ۹۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اما بدون الدلیل فھو تقلید [1]

امام ابوعمر وبن عبدالبر وغیرہ علماء کہتے ہیں کہ اس پر لوگوں کا اجماع ہے کہ مقلد کا شمار علماء میں نہیں ہوتا کہ علم تو دلیل کے ساتھ معرفت حق کا نام ہے۔ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں اور ابن عبدالبر کی بات صحیح بھی ہے کیونکہ واقعی علم تو اس معرفت کا نام ہے جو دلیل سے حاصل ہو اور تقلید ہوتی ہی بے دلیل ہے۔

اور امام غزالیؒ نے تو یہاں تک ارشاد فرما دیا کہ:۔

"جو لوگوں کے جواب سے عاجز آجائے اور حقائق کو واضح نہ کر سکے وہ عالم نہیں بلکہ مقلد ہے۔"

فرماتے ہیں:۔

فاعلم انہ لیس من اھل النظر و انما ھو مقلد و شرط المقلد أن یسکت او یسکت عنہ [2]

صاحب نظر (عالم) وہ ہے جو مخالفین کو جواب دے سکے اور جو یہ نہ کر سکے سمجھو کیونکہ وہ نظر سے کورا ہے اور مقلد ہے اور مقلد کی شان یہ ہے کہ خاموش رہے نہ وہ کسی کو سنائے نہ کوئی اس کو سنائے۔

تو معصومی صاحب جب آپ خود ہی اپنے لیے یہ مقام و منصب تجویز کر چکے ——— تو پھر تحقیقات کیسی اور کہاں کی؟ ؎

ناصحا دل میں ہی اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم!
لاکھ ناداں ہوئے کیا تجھ سے بھی ناداں ہونگے

حضور! جائیے کسی اور جا براجئے اور اس کرسی کو اس کے لیے خالی کر دیجئے جو عالم ہو اور اس کا اہل بھی اور رہے آپ تو ؎

---

[1] اعلام الموقعین لابن قیم ج ا ص ۱۸

[2] فیصل التفرقہ بین الاسلام والزندقہ للغزالی ص ۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عشق تو قائم نہ ہوا آپ سے !
اور ہی کچھ پیشہ کیا چاہیئے

اور یہ ہم نہیں کہتے آپ ہی کے بھائی جمہور شافعیہ یہی کہتے ہیں کہ :

لا یجوز الفتوی بالتقلید لانہ لیس بعلم و الفتوی بغیر علم حرام و لا خلاف بین الناس ان التقلید لیس بعلم و ان المقلد لا یطلق علیہ لفظ العالم و ھو قول اکثر الاصحاب و قول جمھور الشافعیۃ [1]

اکثر حنابلہ اور جمہور شوافع کا کہنا ہے کہ مقلد کو فتوے دینے کا اختیار نہیں اس لیے کہ تقلید علم نہیں اور فتوے بغیر علم حرام ہے اور اس میں تو کسی کو اختلاف نہیں کہ تقلید علم نہیں اور مقلد عالم نہیں۔

اور خود امام ابن قیمؒ دوسری جگہ اپنی رائے ذکر کرتے ہیں :

و التقلید لیس بعلم باتفاق اھل العلم [2] کہ تقلید باجماع علماء علم نہیں۔

اور اس کے متعلق ہم پہلے تفصیل سے گفتگو کر چکے ہیں ؎

بات وہ منہ سے کہی ہے کہ بنائے نہ بنے
بوجھ وہ سر پہ لیا ہے کہ اٹھائے نہ اُٹھے

اور آخر میں ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان پر بات کو ختم کرتے ہیں آپ نے فرمایا :

لا تکونن امعۃ ، قیل و ما امعۃ ؟ قال : ان یقول الرجل انا مع الناس ان ضلوا ضللت و ان اھتدوا اھتدیت [3]

تم امعہ نہ بن جاؤ۔ پوچھا گیا امعہ کیا ہے ؟ فرمایا ، آدمی کہے میں تو لوگوں کے ساتھ ہوں۔ اگر وہ گمراہ ہوئے تو میں بھی ساتھ ہی گمراہ ہوا اور اگر وہ ہدایت پر ہوئے تو میں بھی ہدایت یافتہ ہوا ؎ اگر تقلید بودے شیوۂ خوب پیمبر ہم رہ اجداد رفتے (اقبال)

---

[1] الاعلام لابن قیم ج ۱ [2] ایضاً [3] المستصفی للغزالی ج ۱ ص ۱۲۴

© rasailojaraid.com